رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۵۰

سالانہ چندہ بھارت کیلئے ۶ روپے، پاکستان کیلئے ۷ روپے، فی پرچہ ۲ آنے

وطن کی اصلاح و ترقی کا نقیب

پندرہ روزہ

کاکوری اخبار

کاکوری یوم جمعرات ۱۵ مارچ ۱۹۵۶ء | جلد ۲ | نمبر ۶

اپنے لہو سے سینچیں گے اک اک کلی کو ہم
ویران نہ ہونے دیں گے گلستاں کسی طرح
رکھیں گے اپنے خون سے روشن تمام رات
بجھنے نہ دیں گے شمع بستاں کسی طرح

ایڈیٹر
سید احمد علوی نسیم - کاکوری

بیاضِ نسیم کا ایک ورق

"میری آرزو"

نہ یہ خواہش کہ مجھے چاہے کا کوئی بڑا ہو
نہ یہ ہمت کہ ہمارا حال تم سے [illegible]
نہ یہ شیوہ تمہارا نام سنتے ہی نکل جاؤں
نہ یہ خواہش کہ [illegible]
میرا لکھا ہوا رہنا ہے بس یہی غنیمت
نہ یہ منظر وہ چاندنی راتیں پلٹ آئیں
میری یہ آرزو ہے یہ تمنا یہ حسرت ہے
کہ جب احباب سب [illegible] کے گھر چلے جائیں
نہ یہ جرأت تمہیں میں چاہتا ہوں تم مجھے چاہو
نہ یہ ایسا کہ خون آرزو کا تم سے پیدا ہو
حرم ہو بتکدہ ہو میکدہ ہو یا کلیسا ہو
نہ یہ ارمان تمہاری انجمن میں ذکر میرا ہو
میں کب چاہوں گا کوئی تو بیمار ناز [illegible]
کہ تم آرام سے سوتے ہو کوئی شعر کہتا ہو
ستارہ میری قسمت کا چمک اٹھے جو ایسا ہو
تمہارے دل میں ایک ہلکی کھٹک ہو رو کے پیدا ہو

ایک پیغام

میرا ایک پیغام ہے پہنچانے والا کون ہے؟
جلوہ گاہ ناز تک پہونچانے والا کون ہے؟
ایک بھی نے دے سکے آہ سرد وہ بھی تھک گئی
دل کی دھڑکن بھی مگر دل میں وہ طاقت کب ہی
ہاں یہ کالے بادل جائیں گے کالی گھٹائیں جائیں گی
اس کی خلوت گاہ تک ٹھنڈی ہوائیں جائیں گی
بادلو اے میرے پیارے بادلو سنتے ہو تم
کام آؤ میرے ناحق سر کو کیوں دھنتے ہو تم
گر کبھی جانا تمہارا ہو دیار یار تک
اس پتہ سے تم پہونچ جانا میری دلدار تک
اس کی آنکھیں ہیں غزالیں ارغوانی رنگ ہے
چال میں کبک دری کی چال کا سا ڈھنگ ہے
اس کے ہونٹوں سے ہے امرت کی حلاوت آشکار
خندہ پیشانی نگاہیں مست آنکھوں میں خمار
جب وہ مل جائے تو کہنا یہ بعد عجز و نیاز
اے سراپا حسن اے محبوبۂ شاعر نواز
کچھ خبر اس کی ہے جو میرے لیے بے تاب ہے
جس کے ہر انداز میں اک موجۂ سیماب ہے
اس قدر پی ہے مے الفت کہ بس مدہوش ہے
دل ہے سرگرم فغاں گو ظاہرہ خاموش ہے
یاد آتے ہیں وہ دن جب مجھ سے قربت تھی نصیب
وہ دو راتیں ہمدمی کی جن میں لذت تھی عجیب
جبکہ حسن و عشق دونوں ایک تھے پردہ نہ تھا
درمیاں میں اعتبار ناز تو اصلا نہ تھا

عیش کی گھڑیاں جو تھیں اب خواب سے بڑھکر نہیں
سجدہ ہائے شوق کی خاطر ترستی ہے جبیں!
اپنے ہاتھوں سے تسکین کا کوئی جام دے
اس سراپا درد کو بھی تو کچھ پیغام دے

نظم

مولانا مصطفیٰ حسن صاحب علوی فریاد کاکوروی نے ذیل کی نظم اپنے بھتیجے احسن حسن سلمہ کے عقد کے بعد حضرت عاشق کی [illegible] بہار کی تقریب پر بطور تہنیت پیش کی ہے ہم ناظرین کی ضیافت طبع کیلئے درج کرتے ہیں۔

پلا دے جام لے ساقی دمڑے بادل ہوا آئی
نہ طاقت صبر کی ہے اور نہ یارا ہے شکیبائی
ہزاروں رند اور زاہد ابھی کہتے ہیں [illegible]
نہیں خالی رہے کوئی جام تو دیکھے تو کوئی کسر رہی
قسم ہے تجھ کو میخانہ کی تیرے حسن تاباں کی
تیرے اس تیغ ابرو کی تیری اس سرمہ گوں کی
احاطے میں گلستاں کو رات [illegible] گوکی
کہیں پر طائران خوش گلو کی ہیں نوا سنجی
ادھر کوئل کی کو کو ہے ادھر [illegible]
ادھر وہ نو سے سبزہ ہائے گلستاں کی ہے
کی بہار [illegible] نہیں ہوسکتے ہیں
وہ سنبل بھی تو کھولے بال جھلکاتے ہوئے آئی
کوئی [illegible] اور کوئی عمر اپنی اعنابی
یہ مہکی کیوں بھلا اس طرح سے ہر سمت گلشن کی
تمنا آج بر آئی ہے محسن اور احسن کی

مبارک میکشو لو تو بہار آئی بہار آئی
میری تو بہ سے تو بہ ہے بلا ظالم بہار آئی
وہ دیکھو حضرت فریاد ایں [illegible]
پیالے ہاتھ میں دیدہ کریں اور پر لیے آنکھ گو ہیں
نشہ ہے مست آنکھوں کی میرے [illegible]
ترو تازہ کی تیرے دم کی ترو جام درخشاں کی
چمن میں شوخیاں چلی ہیں ادھر کی دھوم گو کی
کہیں ہیں پیالے کے بیچ کہیں الفت بھری باتیں
مبارک ہو چمن والو کہ موسم آگیا گل کا
اٹھے ہیں خواب سے پیتے ہوئے انگڑائی [illegible]
عنادل رقص میں ہیں تالیاں [illegible]
وہ نرگس دیکھتے شبنم کا آنچل ڈالتے آئی
کوئی [illegible] اور کوئی نیلا ہے [illegible]

بہار آئی بہار آئی بعد حسن و کمال آئی
بعد نقش [illegible] ہو گلستاں آئی
چلو سے ہیں اگر ٹل جائیں غنچے چند باقی ہے
بنائیں گے دلہن کے اور دولہا کے لیے سہرے
یہ غنچے ہیں صحن باغ میں جبتک تو غنچے ہیں
گلوں کی میں یہ حسرت ہیں خون پر پڑے کے سہرے ہیں
ہے جبتک داستان وامق و عذرا زبانوں میں
ہیں جبتک قیس اور لیلیٰ کے افسانے کتابوں میں
دلوں میں درد ہوں بے چینیاں کرتے انجمن ہو
جگر میں ہوک اٹھے دمبدم رہ رہ کے بے چین ہو
ہوں جبتک وصل کے چرچے جدائی کی شکایت ہو
فلک ہو یا رقیب روسیہ ان کی عداوت ہو
بنا یونہی رہے اور کھائے آرزو جو لیں
بحق یونہی رہے اللہ شاہوں کو ملیں نعمتیں

سید احمد ایڈیٹر نے تنویر پریس باغ گونگے نواب لکھنؤ سے چھپوا کر دفتر کاکوری اخبار پریم گنج سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
پندرہ روزہ

کاکوری اخبار

جلد ۳ | ۱۵ مارچ ۱۹۵۶ء | نمبر ۲

لمحۂ فکریہ

کچھ دنوں سے بعض شرارت پسند ذہن نے ایک اودھم مچا رکھا ہے۔ ہر کس و ناکس تعجب سے استفسار کرتا ہے کہ یہ واقعہ کیا ہے۔ نئی مسجد اس کا انتظام، سنی وقف بورڈ۔ اس کی خلفشار کیفیت و مباحث ہیں جو ہر گروہ کی زبان پر ہیں۔ جہاں تک نئی مسجد کا تعلق ہے صاحب تشریح کاکوری لکھتے ہیں کہ ۱۲۷۶ء میں منشی منصور علی خاں جو جد امجد تھے منشی مسعود الحسن مرحوم کے ان کی سعی سے بنوائی تھی۔ صاحب تشریح کاکوری کی عبارت ملاحظہ ہو۔

منصور علی خلف شیخ خلیل علی خاں کی مسجد جو بازار گنج جانب اتر کے سرے پر واقع ہے یہ مسجد جمعہ اور عالیشان نئی مسجد کے نام سے مشہور ہے اب مسجد جامع بھی کہی جاتی ہے اس سے زیادہ تفصیل خود منصور علی خاں کے چچا علی حسن خان صاحب کا ایک روزنامچہ خود نوشتہ موجود ہے جو ان کے نواسہ حاجی انجاز علی مرحوم کے پاس تھا۔ تشریح کاکوری کے وقت دیکھا گیا اس سے دیگر اہم واقعات کا انکشاف ہو جاتا ہے۔ جب اس خاندان میں کوئی بھی ایسا باقی نہ رہا جو مسجد کی صحیح خدمت انجام دے سکے۔ اس خاندان کا واحد چشم و چراغ التفات حسین صاحب الحمد للہ بقید حیات ہیں۔ لکھنؤ میں قیام ہے مسجد کے جائز مالک و متولی وہ ہیں اس کا انتظام اس خیال سے کہ خانہ خدا کی حفاظت و شان میں فرق نہ آنے پائے۔ حضرت وارث الانبیاء مولانا شاہ محمد تقی قلندر کے سپرد کر دیا۔ حضرت کی نگرانی قریب میں عبد الرحیم اور محمد نعیم دونوں بھائی خانقاہ کاظمیہ کے ہمیشہ خادم رہے ہیں۔ مسجد سے ان کا مکان بھی قریب تھا۔ لہٰذا ان کو حکم ملا کہ نجو قتہ نئی مسجد میں اذان دیں اور اس کی دیکھ بھال رکھیں۔ خیال رہے یہ وہ وقت ہے جب مسجد کی کوئی آمدنی نہیں۔ تمام تر دیکھ بھال تکیہ شریف ہی سے ہوتی تھی۔ حضرت صاحب نے اپنے مریدین معتقدین کی توجہ مبذول کرائی جو سامان آرائش مثلاً ساخت کیپس وغیرہ مہیا کرائیں۔ حافظ شاہ اکرام علی صاحب مرحوم روزانہ نماز جمعہ پڑھاتے تھے۔ محمد نعیم کی حیثیت مؤذن یا زیادہ سے زیادہ نگراں کی رہی۔ اس کے بعد مولوی نور الحسن صاحب مرحوم مغفور جب تک تندرست رہے تمام بار بہتر ہوتے وہ چہرہ کی امداد مسجد کی کرتے رہے۔

حضرت صاحب کی حیات ہی میں یہ فکر ہوئی کہ کوئی ایسی ترکیب کی جائے کہ مسجد کی کوئی آمدنی ایسی ہو جائے جو ضروریات مسجد کی کفالت کرسکے مگر اس وقت یہ خیال اس وجہ سے پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ پایا کہ مسجد کا دروازہ مشرق کی طرف کرنا مقصود تھا اور دکانیں نکالنا تھیں۔ اس کے لئے اگرچہ تھوڑی زمین کی ضرورت تھی۔ اللہ مغفرت کرے مولوی نور الحسن مرحوم کی روح کو جنہوں نے زمین دینے کے لئے تیار رہے تھے۔ بعد میں مولوی محمد ایوب صاحب مرحوم نے اجازت دی۔ بعض مخیر حضرات خصوصاً مولوی انوار الحسن صاحب مرحوم اور مولوی محمد ایوب صاحب مرحوم اور حاجی عبد الغنی صاحب مرحوم نے قوم دی۔ اور بہت بڑی حد تک ان کی حیات ہی میں دکانوں کا کام اختتام کو پہنچ چکا تھا اور مسجد کی ایک مستقل آمدنی کی صورت نکل آئی تھی کہ خود وکیل ہو چکے۔

حضرت شاہ حبیب حیدر قلندر کے وصال کے بعد نعیم ہی من مانا انتظام کرتے رہے کسی کو کوئی حساب کتاب دکھانے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ تقسیم ہند کے بعد سنی وقف بورڈ قائم ہوا تو نعیم صاحب نے اپنے قبضہ میں کرلی اور ایک کمیٹی منتخب کر کے کام اس کے حوالہ کر دیا۔

ظاہر ہے وہ ہستیاں جو مسجد کی آمدنی سے منفعت حاصل کر رہی تھیں ان پر گراں گزرنا چاہئے تھا۔ آخر وہ نتیجہ جو ہونا چاہئے تھا ہوا۔ ایک چپقلش شروع ہوئی۔ بعض ملا صاحبزادگان جو ایسے مواقع کے متلاشی رہا کرتے ہیں۔ ان کی بن آئی۔ ٹھیکوں پر ہاتھ چلنے لگے، بستیاں روک گئیں۔ نوبت یہاں تک جنگ و جدل ہوئی۔ ان خدا کے بندوں سے کوئی پوچھے کہ بیا عقل کے ناخن لو۔ یہ وقف شدہ وقف علی الاولاد نہیں۔ یہاں متولی کوئی وجود ہی نہیں۔ اگر ہوتا بھی تو وقف کو اس کا حق ہے کہ وہ متولی یا منتظم کو غلط اخراجات، بیجا تصرف یا حساب نہ دینے پر تولیت یا انتظام سے ہٹا دے۔

حقیقتاً یہ وقف کی خاموشی ہی کا نتیجہ ہے کہ چند نفوس ذاتی منفعت پر اس کے مقابلہ کی جرأت کر رہے ہیں ورنہ بہتر طریقہ ہمارے خیال میں یہ ہے کہ اپنی منتخب کمیٹی کو با اختیار کرکے اور خود قانونی طاقت سے سابق منتظم سے سامان کا چارج دلا کر کام شروع کرا دے۔ حساب کتاب کا مطالبہ بذریعہ عدالت کے کرانا رہے۔ مسجد کے دکاندار جو وقف کو کرایہ ادا کرنے کے لئے تیار ہیں ان کو مذکورہ کمیٹی دوکان کا نوٹس دیدے۔ مؤذن صاحب جو خود ساختہ امام بنے بیٹھے ان کو اگر وہ مسجد کی صفائی نہ کرسکیں۔ اگر مسجد کے سامان کی حفاظت نہ کرسکیں تو برطرف کیا جائے وہ بھی علیحدہ کر دیا جائے امامت کے لئے مولوی ظہیر حسن کو مقرر کیا جائے۔

ہم سکریٹری صاحب سنی وقف بورڈ لکھنؤ سے یہ مؤدبانہ گذارش کرتے ہیں کہ جناب کا خاموش رہنا بھی تاکہ آخر کس وقت کا انتظار ہے ہم آپ کے صحیح اقدام کے منتظر ہیں۔

مراسلہ

گذشتہ اشاعت میں ایک مضمون فروغ ادب بیت بازی کی بحث جیسے عنوانوں کے سلسلہ میں شائع ہوا تھا۔ مسٹر حفیظ نعیم نے اپنا گویا اشارہ کیا تھا۔ یہ مراسلہ نہ تھا۔ عدم گنجائش کی بنا پر نہ چھپ سکا تھا۔ بہرحال جناب تک اس مراسلہ کا تعلق تھا ہم اس کا جواب بھی شائع کر رہے ہیں۔ اس کے بعد ہم اخبار کو اکھاڑہ بنانا نہیں چاہتے۔ اعتراضات زیادہ تر نصرہ وار ان فروغ ادب کے جواب کی ذمہ داری بھی انھیں پر عائد ہوتی ہے۔ ہماری ذاتی رائے یہ ہے کہ غلطیاں دونوں کی ہیں ذمہ داران انجمن کو فائنل کھلانا ہی نہ چاہئے تھا۔ پارٹیوں کو کھیلنے کے لئے نہ ہونا چاہئے تھا بلکہ انجمن کو خود اپنا آرٹ کرنا چاہئے تھا۔ بہرحال ہر چہ گذشت گذشت آئندہ ہم انجمن کو اپنی ذمہ داریوں کا پورا احساس ہونا چاہئے۔

ایڈیٹر

جناب عالی

احقر جناب کی توجہ کاکوری اخبار کی اشاعت مورخہ یکم مارچ ۱۹۵۶ء کا کالم مراسلہ کی طرف مبذول کرانے ہوئے بذریعہ اخبار ہذا ناظرین و معزز دوست راقم مراسلہ جنکا کہ نام نامی اسم گرامی مخفی رکھا گیا ہے جناب کی قلمی کے ساتھ شکریہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ خود بیت بازی پر روشنی ڈالنے کے حیثیت سے مطلع کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

(۱) انجمن فروغ ادب کاکوری پر جو تنقید کی گئی ہے اس سے احقر کو کوئی واسطہ نہیں ہے۔

(۲) مخلص دوست مراسلہ نگار نے غالباً دیگر غلطی یا حقیقت سے چشم پوشی کے باعث تحریر فرماتے ہوئے گریز کیا کہ احقر مع تینوں بزم و دیگر حاضرین جلسہ و اراکین انجمن کی منتظمہ سے بھی کی خدمت کے لئے مقرر ہیں۔ غالباً میں موضع پر محترم دوست راقم مراسلہ بھی موجود تھے۔ معزز دوست مراسلہ نگار نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس سے ظاہر ہے کہ جانب داری کر جال ادب نیم کے مقابلہ میں بزم المحترم نیم بیاد اشعار دینے لگے اس قسم کے اشعار جن کے جوڑ ان کی شکست کا باعث ہوئے۔ جہاں تک بزم المحترم نیم کے غصہ اور جھنجھلاہٹ کا تعلق ہے وہ بدتمیزی یا احقر کی ناقابلیت کیوجہ سے نہ تھا بلکہ جال ادب نیم کی طرف سے روز کی عدم لغزش پیدا ہوئی۔ کیونکہ وہ نیمدی اشعار جال ادب کی ٹیم کی طرف سے باوجود کوشاں رہنے کے معقول اشعار نہ ملنے پر جب محترم دوست نے اپنے مراسلہ میں تحریر فرمایا ہے کہ فلمی گیت کے بول اور ـــ

زمیں سے لے کے فلک تک
فلک سے لے کے زمیں تک

دیا گیا اور یہ بھی اس صورت میں دیئے جاتے تھے کہ جبکہ وقت کے دو منٹ گزر جاتے تھے برخلاف اس کے جال ادب ٹیم نے ہر ایک شعر کو

جواب برجستہ بغیر کسی تامل کے دیئے بہر رنگ میں ہمارے اشعار کو خطرہ خاطر رکھا گیا۔ لیکن اس قسم کے شعر جیسا کہ محترم دوست نے اپنے مراسلہ میں تحریر کیا ہے قابل تسلیم نہیں کئے گئے تھے۔ جہاں تک ہمارے اشعار کا تعلق ہے وہ بھی عرض کرنا اظہار و قابل دوست کے لئے اس لئے ضروری سمجھتا ہوں تاکہ وہ واضح ہو جائے کہ فیصلہ میں پاسداری کو دخل نہیں کیا گیا۔ جال ادب ٹیم نے جتنے اشعار دئیے تھے وہ قریب ۹۰ فیصدی عشق حقیقی سے متعلق تھے۔ بخلاف اس کے بزم المحترم کے زیادہ سے زیادہ ۵۰ فیصدی عشق حقیقی کے شعر ہمارے تھے اور ۵۰ فیصدی شعر مختلف موضوع پر جیسا کہ بزم المحترم نے شعر کے جواب دینے میں فراخدلی کے ساتھ کام لیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بمقابلہ جال ادب ٹیم کے ۵ فیصدی اشعار بزم المحترم کے ہوئے۔ ان حالات کے پیش نظر بزم المحترم نے خود اپنے ہاتھوں اپنے پیر میں کلہاڑی مار دی۔ ایسی حالت میں انعام کا دامن چھوڑ کر شکست نیم کو فاتح ٹیم پر ترجیح دینا ادب کے ساتھ غداری کرنے اور اس کا گلا گھونٹنے کے برابر ہے۔

(۳) یہ غلط ہے کہ حضرت مجلس ادب میں کوئی جواب نہیں دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ شکست کی خفت کے باعث جو اشتعال پیدا ہوا تھا اس کی وجہ سے جواب پر کوئی توجہ نہیں دی گئی بلکہ اپنے مفاد کی بحث پر بحث رہے۔

ان حالات کے پیش نظر محترم دوست راقم نے جو کچھ بھی فرمایا ہے وہ ان کی سیج ہجر کے لئے مناسب ہے۔

شعور دنیا سے یہ کہتا ہے سعد کا سکوت
جسکا جتنا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے

اگر ہمارے مخلص دوست راقم مراسلہ جو کہ مجلس ادب میں بھی موجود تھے اسی موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار فرما دیتے تو احقر یہ تحریر کر کے مجرم کا دخل کیا ہے محفل میں تضحکات کی ہم اچھوں کی خود خوب جانتے ہیں کیا وہ کلی اختیارات کر چاہے تو صاف ظاہر ہے تغیر متعلق ہے اور کاکوری شریف کا سارا بھرم ہے لیکن کاکوری شریف کی ادبی خدمت کوئی راز نہیں ہے۔ اس شعر کی طرح حاضرین جیسے ایسے جلیل القدر اساتذہ کی تکفیر ہو

جن کی قادرالکلامی پر زمانہ حال و ماضی کے شعراء کرام نے اپنے سر تسلیم خم کئے اور یہاں کی نعتیں آج تک باعث فخر ہی لیکن نہایت افسوس ہے کہ موجودہ دور میں آپ جیسے پاسبان ادب جناب کے محمود نیازی صاحب نے پستی کی طرف قدم الا بادی اس کے جناب نے ادب کی رہی سہی حیثیت کا بھی مذاق اڑا دیا جس کو متفرق علمی ادب میں اردو پر نہیں خیال کرتے ہوئے نظر انداز کر دیا تھا اور اس اردو زبان کو شکست کی۔ محمود رکھا تھا جو کہ علم ہدایت کے اصلاح کا تحفہ ہے۔ بس اس طرح پر صرف یہ سمجھنا چاہئے۔ سب ماہ کو اپنے مقصد میں۔ کام یہ ہے عاشق لیکن اس ڈوبنے والے طوفان میں نکلے کا سہارا کوئی ہو آخر میں اختر کی نظامت رہے ہو کر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت۔ ~

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

پر عمل کیجئے۔

اور علاوہ اس کے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی اس نصیحت کو بھی یاد رکھیے۔

یقین محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

احقر وحید مجمی۔ واقعہ

ادیب اے۔ ایف بی۔ ایس۔ ایل

پریشانیاں رحمت میں

ڈاکٹر عزیز جاپان

دنیا کے مشہور ڈاکٹر اے ایم ہیرولڈ نے جو نفسیات کے ایک تسلیم شدہ محقق ہیں ایک انکشاف کیا ہے کہ پریشانیوں کا صحت اور بڑھاپے سے کوئی تعلق نہیں ہے عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ تفکرات انسان کو کھا لیتے ہیں۔ حالانکہ اگر ہم ٹھنڈے دل سے سوچیں تو اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ہم کو تفکرات اور پریشانیوں سے بے فکر نہیں کرنا چاہئے۔

آپ نے ایک کانفرنس میں جو حال ہی میں کیپ ٹاؤن میں منعقد ہوئی ایک تقریر میں کہا کہ پریشانیوں کا تعلق بہت بڑھاپا کم جتنی کیا گیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر آپ کو فکر ہے تو زندہ ہیں اور اگر فکر مند ہی نہیں تو آپ مر چکے یا زندہ درگور ہو چکے ہیں۔ یا پھر کا کوئی زندگی حیثیت رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر موصوف نے بانگ دہل اعلان کیا ہے پریشانیوں اور تفکرات کے بالکل فکر مند نہ ہوں۔

جن حضرات کے ذمہ چندہ باقی ہے براہ مہربانی جلد روانہ فرمائیں

بدنصیب بیوی!

برسات کی اندھیری اور تیرہ و تار رات تھی۔ تاریکی ہر طرف اپنا سایہ ڈالے ہوئے تھی بادلوں کی بھیانک گرج سے کلیجہ دہلا جا رہا تھا کبھی کبھی بجلی کی چمک جانے سے پل بھر کو روشنی ہو جاتی ہے جس سے آنکھوں میں چکا چوند ہونے لگتی لیکن پھر اس کے بعد وہی بھیانک خاموشی وہی بھیانک اور طویل رات وہی دل دہلا دینے والی گرج جس میں وہ غریب اور بدنصیب بیوی اپنی قسمت کو بیٹھی رو رہی تھی۔ ماضی کو یاد کر کے دل میں بے قرار ہو رہی ہے۔ حال آہ جس حال میں گزر رہا ہے۔ وہی خوب جانتی ہے...... مستقبل وہ تو اس بھیانک رات سے بھی زیادہ تاریک اور پریشان کن...... وہ منتظر تھی۔ شوہر کی آمد کی وہ سوچ رہی تھی۔ کیا کل کی طرح وہ آج بھی نہ آئیں گے کیوں.... کیا انہیں میری تنہائی اور پریشانی کا ذرہ برابر احساس نہیں.... یہ دل ہلا دینے والی گرج۔ یہ بجلی کی کڑک۔ میرا دل خوف سے لرز رہا ہے۔ اف میرے معبود یہ پہاڑ سی رات کیونکر کٹے گی۔ وہ سہمی جا رہی تھی اس کی نگاہیں بار بار دروازہ کی طرف جاتیں اور ناکام واپس آتیں...... آہ غریب بیوی اس طوفانی رات میں تنہا تھی اس کا شوہر کہیں اور رنگ رلیاں منا رہا تھا ہو سکے درد دل سے ناآشنا مستقبل سے بے خبر حال میں ڈوب کر......

آہ ظالم شوہر بہار آئی ہی مجھ پھلے ہیں پھول کھلے ہیں۔ کلیاں کھلتی ہیں بلبلیں چہکتی ہیں۔ مگر نہیں کھلتا تو غمگین بیوی کے دل کا کنول۔ اس کا پھول سا چہرہ غم و فکر میں مرجھا کر رہ گیا ہے۔ اس کی ترکسی آنکھوں سے چمک مفقود ہو چکی ہے۔ اس کی دنیا ویران ہے...... اس کے ارمان پریشان ہیں..... اس کی کشتی حیات غم و اندوہ کے گرداب میں ہچکولے لے رہی ہے۔ وہ ایک تصویر حیرت بن کر رہ گئی ہے.... لیکن آہ اس انقلاب عظیم کا باعث کون.... ...... وہی اس کا شوہر وہی بیدرد اور ظالم۔ نادان..... وہی بے وفا اور ہوس چشم مرد.......

خوشیجہ جلال کاکوروی

وہ کاش کہتے کہتے شمع کی آواز سسکیوں میں دب گئی اور آنکھوں سے بے اختیار گرم گرم آنسو پھوٹ پڑے۔ چند ہی سکنڈ میں علیم کا وجود مراد پروانے کی قبر میں ہمیشہ ہی کو بہ گئی۔ اف کس قدر سوز تھا اس کی محبت میں مگر کیا حاصل کاش شمع جلنے سے پہلے ہی پروانہ کو سمجھ سکتی ہے۔

نسیم کاکوروی

پاکستان کی ڈاک

جناب انصار احمد علوی جو چند روز کے لئے کراچی آئے ہوئے تھے۔ لکھنؤ سے آخری فروری میں واپس چلے گئے۔ چند فروری کا سون کے سبب زیادہ قیام نہ کر سکے

جناب محمد حسین علوی مع اہل و عیال مارچ کے دوسرے ہفتہ میں لکھنؤ پہنچ جائیں گے ان کے ساتھ والدہ انصار احمد علوی بھی واپس جا رہی ہیں۔

جناب محمد واقف علوی ہٹا کانگ سے کراچی آئے ہوئے ہیں۔ معلوم ہوا ہے آپ آئندہ ماہ تک قیام کریں گے

جناب مظفر الدین کرمانی اب بالکل صحتیاب ہو گئے ہیں آئندہ ماہ سے آپ دفتر کا کام بخوبی انجام دے سکیں گے۔ خدا مبارک کرے۔

جناب مظفر علی علوی پاؤ ڈیسٹ سے آ گئے

راز حیات

میں نے مطالعہ سے اکتا کر کتاب بند کر دی اور سامنے میز پر دیکھنے لگا۔ پروانہ شمع کے قدموں پر تڑپ رہا تھا میرے منہ سے بے ساختہ نکل گیا۔ نادان کیوں جان کھوتا ہے۔ دنیا کی سب سے زیادہ عزیز شے تیری یہ زندگی ہے ایک نا اہل ہو کر اسے کیوں ناحق برباد کرتا ہے پروانہ کی آہوں میں لرزتی ہوئی آواز میں کہنے لگا۔ ------ وہ لگے تو کیا جانے زندگی کیا ہے ------ کاش تو سمجھتا کہ محبت ہی زندگی کی جان ہے ------ زندہ رہنے کو زندگی کے وہ الفاظ نہیں ہے ------ محبت کرو ------ محبت ------ جنگ تم زندہ ہو بے لوث اور پاک محبت کر دیا پھر اس کی قبر پر جا کر آنسو بہاؤ جس نے محبت کی اور مر گیا۔ اف کس قدر حقیقت مقصد کا ہے خالی ہے۔ کاش تو نے ایسی محبت کی ہوتی۔ یہی وہ آخری منزل ہے جہاں طرح روحانی اور شکستہ دلوں کو قرار ملتا ہے۔ یہی سرمایہ ہے کہ زندگی کے آخری لمحات بھی عشق چین سے قدموں میں گزار دئے

آہ کاش کوئی بھی اس لذت حقیقی سے واقف ہوتا۔ کہتے کہتے شکستہ دل پروانے کی آواز ڈوبنے لگی۔ میں نے بے تابانہ ہاتھ بڑھا دیا کہ پروانہ کو بچا لوں میں اشارہ سینے سے لگا لوں سگر وہ محبت کی قربان گاہ میں قربان ہو چکا تھا اور شمع کا حسن بھی پژمردہ سا ہونے لگا۔ خاموش اور شکستہ لب تھرانے لگے۔ اف کیا کہہ رہے ہیں۔ میں نے تو تمہیں کیا تھا کہ جان کھو دیا۔ یہ تو محض ایک دھوکا تھا جسے تم حقیقت سمجھ بیٹھے ------ آہ مگر

میں جو رحمن آیا۔ لیکن ان کے علاج کی بروقت آمد نے اسے کامیاب نہ ہونے دیا پولیس کے حوالہ کر دیا گیا ہے۔ موصوف آج کل تجارت کئے ہوئے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ آپ مارچ کے آخر تک کراچی واپس آنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔

مسلم (صاحبزادہ اخلاق احمد علوی) کا بخار اب نہیں رہا ہے کمزوری کافی ہے غذا دی گئی۔ پچھلے ماہ سے میعادی بخار آ رہا تھا۔

ظہیر انوار احمد علوی جن کو بخار آ گیا تھا اب ٹھیک ہے اور دیگر تکالیف بھی دور ہو گئی ہیں۔ ایک ہفتہ بخار اور کھانسی کی وجہ سے کمزور ہو گئی ہے

جناب معین الدین علوی پچھلے ہفتہ مع اہلیہ تہران تشریف لے گئے ہیں آپ کا تقرر سفارت خانہ پاکستان میں ہوا ہے۔

جناب ظفر الدین کرمانی جو کوئٹہ سے دیکھا آ گئے تھے چند دن کے قیام کے بعد لندن تشریف لے گئے ہیں۔

جناب ابراہیم قدوائی سرکاری کام سے ہٹا کانگ گئے تھے۔ ایک ہفتہ بعد آپ لندن سے واپس آ گئے ہیں۔

ہمدردان کاکوری اخبار کا ایک جلسہ عقب ریڈیو سٹیشن کراچی منعقد ہوا۔ حاضرین نے ڈسٹرکٹ کورٹ اخبار کی صحت اور درازی عمر کی دعا کی اور جملہ اعزہ و ہمدردان سے اپیل کی کہ وہ کاکوری اخبار کی اشاعت کو فروغ دینے کی ہر ممکن کوشش فرمائیں۔ نیز اخبار کی قلمی معاونت کی اپیل کرتے ہیں

جناب نثار علوی صاحب نے درخواست کی کہ وہ حضرات جو علمی اور ادبی ذوق رکھتے ہیں ان کو چاہئے کہ وہ اخبار کی امداد فرمائیں تاکہ اخبار میں ستھرا اور معیاری ادب شائع ہو سکے اور ان حضرات کی شکایت رفع ہو جائے جو برابر اعتراضات کرتے رہتے ہیں۔

انجم سہیل علوی (صاحبزادہ سرفراز احمد علوی) کی سالگرہ مورخہ ۲۳ فروری کو ہوئی احباب نے شرکت کی۔ خدا مبارک کرے۔

کیپٹن عزت مع اپنی اہلیہ کے آج کل چند دن کے قیام کے لئے کراچی آئے ہوئے ہیں

وقار احمد علوی (صاحبزادہ محمد نصیح علوی) کا پاؤں ریل سے گر جانے سے ٹوٹ گیا ڈاکٹر کو دکھایا گیا۔ چند دن علاج کے بعد تکلیف میں کمی ہو گئی ہے اب زخم نہیں ہے۔

حالاتِ وطن

خوامخواہ کی خفگی

اپنی کمزوری بھی محسوس کیجئے

آج کی ڈاک سے سردار علی صاحب عباسی کا ایک عتاب نامہ موصول ہوا ہے۔ موصوف تحریر فرماتے ہیں اخبار جن مقاصد کے تحت جاری ہوا تھا ان میں ایک مقصد یہ بھی تھا کہ وطن سے دور رہنے والے [illegible] خیریت و حالات سے آگاہی ہو تو آپ کا اخبار اس حد تک کامیاب نہیں۔ بابعض اعزا کی مسلسل خبریں شائع ہوتی ہیں بعض کی دو دو تین تین بار، بعض کی جب سے اخبار نکلنا شروع ہوا ہے ایک بار بھی نہیں چھپی۔ نامہ نگار صاحب اپنا اور اپنے قریبی اعزا کا پروپیگنڈہ کرنا چاہتے ہیں۔

محترم بھائی فی الحال یہ بتایئے آپ کے خیال سے آخر کیا کاکوری اخبار کے پاس خبر رساں ایجنسیاں نہیں ہیں وہ تو آپ کا اور آپ کی اطلاع دہی کا محتاج ہے سلسلہ ہم لکھتے رہے ہیں کہ احباب وطن اس طرف توجہ کریں۔

حیدرآباد یا اورنگ آباد یا اور دوسرے شہر کہیں بھی کوئی خاص نامہ نگار نہیں۔ آپ کی خبریں بھیجئے اور شائع نہ ہوں تو شکایت بجا تھی ایڈیٹر کہیں بھی گھر گھر خبریں لینے نہیں جایا کرتا آپ کو شاید خیال نہیں ایڈیٹر ایک ماہ سے بیمار تھا خود آپ کی آمد و رفت کی اطلاع کیا کاکوری کلکتہ سے کاکوری نہیں دے سکتا تھا خبریں جہاں تک دستیاب ہوتی ہیں ہم شائع کرتے ہیں رہا خود داری آپ کی خوشی ہے۔ کاکوری اخبار تو اس کا خواہ ہے اگر نہیں کر سکتے تو آپ کو ایڈیٹر اخبار اور نامہ نگار سے یہ اخبار سے متنفر کیوں۔

منظر علی صاحب علوی کی واپسی

موصوف ۱۳ مارچ کو اپنے مستقر پر واپس گئے ہیں کلکتہ جہاں وہ آگرہ میں اعزا قریب بستے ہیں غالباً ۱۸ مارچ کو کراچی پہنچیں گے۔

بیگم مطیع الدین صاحب کی واپسی

کئی ماہ قیام کے بعد ۱۱ مارچ کو حیدرآباد سے موصوفہ وطن واپس آگئیں

منشی منظور علی صاحب بھی واپس ہو گئے

موصوف چار ماہ کے قیام کے بعد ۱۳ مارچ کو لکھنؤ سے اور غالباً ۱۸ مارچ کو دہلی سے پرواز کریں گے۔

داروغہ منظور علی صاحب کی آمد

موصوف آج چار دن سے اسہال کی تکلیف میں ہیں پیشاب بند ہو گیا تھا۔ مقامی ڈاکٹر [illegible] ہے ۲۰۲ درجہ بخار سے [illegible] کر دیا گیا ہے لیکن ابھی کسی قدر تخفیف معلوم ہو رہی ہے۔

موسم

گذشتہ کے ساتھ تبدیلی ہو رہی ہے۔ [illegible] نے کافی تغیر پیدا کر دیا ہے۔ دن اچھا خاصا گرم ہونے لگا اور رات کے آخری حصے میں خنکی باقی رہ جاتی ہے۔ آم میں بور بکثرت آیا ہے۔ عام خیال ہے کہ فصل ابھی زیادہ اچھی نہیں ہوئی پھر بھی تجربہ کاروں کا کہنا ہے کہ گرمی پڑنے پر بھی بور بڑھے گا۔

چیچک بکثرت دیکھی جا رہی ہے، خدا کا ہزار ہزار احسان ہے کہ بچے بچے بھی مبتلا ہوئے سب کے سب [illegible] اور اُٹھ بیٹھ کر اچھے ہو گئے۔ دیگر فصلی امراض نزلہ و الٹیاں کی شکایات بھی کم نہیں ہیں۔

برسوں کے بعد مراجعت وطن

حبیب الرحمٰن علوی موصوف نے بارہ پندرہ برس کے بعد وطن کا رخ کیا بیگم صاحبہ اور بچے بھی ہمراہ ہیں۔ ایک ماہ قیام رہے گا۔ بیگم صاحبہ خیرآباد میں ہیں۔ موصوف بھی چار پانچ دن کے بعد خیرآباد تشریف لے گئے۔

نبی الظفر صاحب اتنے ہی عرصے کے بعد اعزا سے ملنے وطن آئے تھے۔ بیگم صاحبہ اور ایک لڑکا اکرام اللہ ہمراہ تھے بھوپال ہوتے ہوئے مستقر پر واپس ہو گئے۔

زائرین اجمیر واپس آ گئے

پندرہ سولہ آدمیوں کا جتھہ بذریعہ کرایہ کی ٹرانسپورٹ لاری کے بغرض شرکت عرس حضرت خواجہ غریب نواز اجمیر شریف گیا تھا بخیر و خوبی واپس آ گئے۔ یہ افواہ غلط تھی کہ راستے میں لاری فیل ہو گئی تھی۔

ڈاکٹر رام سروپ تیواری کی واپسی

جو عرصہ تقریباً ڈیڑھ برس سے کابل [illegible] کے ہمراہ پاکستان گئے تھے چند روز قیام کے بعد واپس آ گئے۔

مولوی محمد عاصم صاحب کی روانگی

موصوف مع بیگم صاحب محترمہ کے آج ۱۶ مارچ کو رات کی گاڑی سے دکن روانہ ہو گئے زکی خالدی صاحب ہمراہ ہیں۔ موصوف کا ڈیڑھ ماہ قیام کا ارادہ رکھتے ہیں۔ مرض میں تخفیف ضرور ہے پھر بھی کمزوری زیادہ ہے خدا کرے آب و ہوا کی تبدیلی اس کمزوری کو رفع کر دے۔

سردار علی صاحب عباسی کی آمد

سردار علی صاحب عباسی مع بیگم صاحبہ کے کلکتہ

لکھنؤ تشریف لائے تھے خود دو تین دن قیام کے بعد واپس تشریف لے گئے بیگم صاحبہ ابھی قیام فرما ہیں گی۔ موصوف اپنی خالہ (بیبی حاجی [illegible] مرحوم) مرحومہ کے انتقال کے سلسلے میں آئے تھے۔

رجب کا فاتحہ

حسب معمول امسال بھی ۱۸ و ۲۰ رجب المرجب کو حضرت شاہ تقی علی قلندر قدس سرہ اور حضرت شاہ علی اکبر قلندر قدس سرہ کا فاتحہ ہوا۔ حاضرین کا مجمع کافی تھا۔ دونوں محفلیں کامیاب رہیں۔

احتشام اللہ کرمانی کا انتقال

۱۳ مارچ سہ پہر تک اچھے خاصے تھے شام کو جب سیر و تفریح کے بعد گھر واپس ہونے لگے گرمی بہت معلوم ہو رہی ہے۔ یکایک دماغ کی رگ پھٹ گئی۔ فوراً مقامی ڈاکٹروں کو رجوع کیا گیا۔ معلوم ہوا کہ فالج کا شدید حملہ تھا جس سے جانبر نہ ہو سکے۔

علی الصباح روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بیگم اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور جملہ پسماندگان کو خصوصاً ضعیف باپ اور بھائی احسان اللہ صاحب کرمانی کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ مرحوم نے صرف ایک صغیر سن بچی اپنی یادگار چھوڑی۔ لاش کاکوری لائی گئی اور اپنے آبائی قبرستان میں سپرد خاک کئے گئے۔

جمال فاطمہ کی علالت

جمال فاطمہ بنت احسن مجتبیٰ صاحب علوی شدید بخار میں مبتلا ہو گئیں۔ متعدد ڈاکٹروں کو دکھایا گیا۔ سب نے ٹائیفائڈ تجویز کیا۔ سات دن کے بعد بخار میں کمی واقع ہوئی ہے ہماری دلی دعا ہے خدا جلد صحت عطا فرمائے۔

ولادت

آج ۱۳ مارچ [illegible] کو بیگم غلام مرتضیٰ خالدی کے یہاں لڑکا تولد ہوا ہے۔ خدا مبارک کرے اور عمر دراز۔

عصرانہ

۱۲ مارچ کو ۵ بجے سہ پہر کو حاجی مصطفیٰ حسن صاحب کے دولت کدہ پر اعلیٰ پیمانہ پر سلسلہ تقریب عقد عزیزی احسن حسن عصرانہ دیا گیا جس میں علاوہ اعزا و اقربا کے شہر کے مخصوص احباب وکلا اور معززین نے شرکت فرمائی آخر میں سید محسن علوی صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں [illegible] استقبال کیا [illegible] خیر مقدم کیا۔ بعد مغرب یہ تقریب بحسن و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

شادی خانہ آبادی

احسن حسن عرف محمد میاں پسر احسن مجتبیٰ صاحب علوی کا عقد ۸ رجب المرجب بروز اتوار بعد عصر کوٹھی مولوی محمد عاصم صاحب بی اے کاکوری میں دختر سلطان یار صاحب مرحوم کی بھتیجی صاحبزادی کے ساتھ ہو گیا۔ بارات لکھنؤ سے بس اور کاروں کے ذریعہ اپنے ذاتی مکان پر آئی جہاں سے دولہن کے یہاں گئی۔ نکاح شاہ مجتبیٰ حیدر صاحب نے پڑھا۔ تقریب بہت ہی اور سادہ طریقے پر انجام پائی۔ عصرانہ دو شنبہ کے دن بر مکان حاجی مصطفیٰ صاحب فرمایا۔ اصطبل چارباغ مولوی گنج کے پتہ پر دعوت نامہ بھیجے گئے ہیں۔ ہم احسن مجتبیٰ اور بیگم احسن مجتبیٰ کو اس تقریب کی دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

سید شہاب الدین علوی تحریر فرماتے ہیں کہ گزشتہ پرچہ میں ان کی علالت شائع ہوئی ہے اس میں بجائے آنا غلط ہے یہاں صحت ضرور کسی آئے تھے جس سے بدحواسی دماغ میں سر درد ہی ہے جو پھر سلطنت میں تھی۔ یہی وجہ کو کئی سال سے نہیں آیا۔ خدا کرے آئندہ بھی نہ آئے۔ تحریر اس بنا پر کہ اعزا و احباب خیریت کے خطوط بھیج رہے ہیں۔ آپ مزید ڈاک کے لئے ایک مخصوص خادم ملازم فرمایئے دیگر مشورہ کا شکریہ۔ یاد رفتگان کا کالم موجود ہے۔ آپ لوگ خود بھی کوتاہ قلمی سے کام نہ لیجئے اخبار دیدہ فریب ہو جائے گا۔ نیز اس کے اعتراض کرو، یہ انتظار تا ہے آپ ہی کوئی دوسرا نامہ نگار تجویز فرمایئے جو پوری کرے بلکہ پورے ہاتھ سے جاری ہو سکے اور خبریں اس صفا میں ہم پہنچا سکے۔

مشہور قلمی باغات

برائے فروخت

فصل باغ دسلیہ باغ سندیلہ ضلع ہردوئی کے مشہور قلمی باغات دو عدد متصل ریلوے اسٹیشن مجموعی رقبہ تخمیناً بیس (۲۰) بیگہ پختہ پکا سفیدہ، دسہری اور دیگر قسم کے قلمی آم اور دیگر بہترین قلمی آم کے تقریباً ۸۰۰ درخت موجود ہیں علاوہ اس کے امرود کا بھی ایک قطعہ بیچنے کو موجود ہے خریدار اطلاع جلد دیں پانچ سالہ اور بارہ سالہ معاملہ کے لئے نقد اور بعض لوگوں کی فروخت کی حصہ کو بیچنا پڑے۔ خریدار صاحبان پتہ مندرجہ ذیل پر خط و کتابت کریں۔ مالک باغات [illegible] بنگلہ کاکوری [illegible] آباد۔